فرماتا ہے:

وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ○ بَلِ اللّٰہَ فَاعْبُدْ وَ کُنْ مِّنَ الشَّاکِرِیْنَ○ (سورۃ الزمر: ۶۵'۶۶)

"(اے نبیؐ) تمہاری طرف اور تم سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء کی طرف یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا اور تم خسارے میں رہو گے' لہٰذا (اے نبیؐ) تم بس اللہ ہی کی بندگی کرو اور شکر گزار بندوں میں سے ہو جاؤ۔"

آیت کی تفسیر میں مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

"شرک کے ساتھ کسی عمل کو عملِ صالح قرار نہیں دیا جائے گا اور جو شخص بھی مشرک رہتے ہوئے اپنے نزدیک بہت سے کاموں کو نیک سمجھتے ہوئے کرے گا ان پر وہ کسی اجر کا مستحق نہ ہو گا اور اس کی پوری زندگی سراسر زیاں کاری بن کر رہ جائے گی۔" (تفہیم القرآن ج ۴' ص ۳۸۲)

جس طرح رب العزت نے قرآن پاک میں توحید کی اہمیت اور شرک کی مذمت نہایت اہتمام سے بیان کر دی ہے اسی طرح رسول پاک ﷺ نے بھی امت کو توحید اختیار کرنے کی ترغیب کے ساتھ ساتھ شرک سے قطعاً دور رہنے کی تلقین کی ہے:

عَن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم: لَا تُشرِکْ بِاللّٰہِ شیئاً وَاِنْ قُتِلتَ وَحُرِّقْتَ (مشکوٰۃ' باب الکبائر)

"معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہرا' اگرچہ تو قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے۔"

ایک دوسری قدسی حدیث اس طرح ہے:

عن انسٍ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم: قال اللّٰہ تعالٰی: یَا ابنَ اٰدمَ اِنَّکَ مادَعوتَنی ورَجَوتَنِی غفرتُ لکَ علٰی ما کان فیکَ ولا ابالی' ابنَ اٰدمَ لو بلغت ذنوبُکَ عِنانَ

السَّمَاءِ ثم استغفر تَنِی غفرتُ لکَ وَلا ابالی' ابنَ اٰدم انک
لو لقیتَنی بقرابِ الارض خطایا ثم لقیتَنی لا تشرک بی
شیئًا لاتیتُکَ بِقرابِھا مغفرۃً (رواہ الترمذیؒ' احمدؒ' دارمیؒ)

"حضرت انسؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
اے آدم کے بیٹے! جب تک تو مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور مجھ سے امید رکھے
گا میں تجھے بخشوں گا خواہ تو نے کتنا ہی برا کام کیا ہو اور مجھ کو اس کی پرواہ نہیں
ہے۔ اے آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ آسمان تک بھی پہنچ جائیں پھر تو مجھ
سے معافی مانگے اور بخشش چاہے تو میں تجھ کو بخش دوں گا اور مجھ کو اس کی
پرواہ نہ ہوگی۔ اے آدم کے بیٹے! اگر تو مجھ سے اس حال میں ملے کہ تیرے
گناہوں سے زمین بھری ہو مگر تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو میں
تیرے پاس زمین بھری ہوئی بخشش لے کر آؤں گا۔"

اسی طرح شرک کی ہلاکت بیان کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا:

عَن ابی ذرٍّ قال قال رسولُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ و سلم: اِنّ اللّٰہَ
تعالیٰ لیَغفرُ لعبدِہٖ مالم یقعِ الحِجَاب۔ قالوا: یارسولَ اللہ
و ما الحِجاب؟ قال: اَن تموتَ النفسُ وھِی مشرکۃٌ

(مشکوٰۃ' باب الاستغفار' بحوالہ احمد و بیہقی)

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ بخشتا ہے
اپنے بندے کے گناہوں کو جب تک بندہ کے اور رحمت حق کے درمیان پردہ
حائل نہ ہو۔" صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہؐ پردہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا:
"یہ کہ آدمی شرک کی حالت میں مرے۔"

اسی طرح ایک اور حدیث میں حضرت ابوذرؓ رسول پاک ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں
کہ آپؐ نے فرمایا:

"جو شخص خدا سے اس حال میں ملے کہ اس کے برابر کسی کو نہ مانتا ہو (یعنی
شرک نہ کرتا ہو) تو اگر اس کے گناہ پہاڑ کے برابر بھی ہوں گے تو خدا ان کو

بخش دے گا۔"
اس حدیث کو امام بیہقی نے "کتاب البعث و النشور" میں روایت کیا ہے۔ یہ چند احادیث اور اسی مضمون کی دیگر بہت سی احادیث میں بھی یہی بات بتائی گئی ہے جو قرآن پاک کی آیات بینات میں ہے کہ شرک کا گناہ ناقابل بخشش ہے جب کہ باقی تمام گناہوں کے بخشے جانے کا امکان موجود ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک شخص کفر کو چھوڑ کر اسلام قبول کر لیتا ہے' خدا کی توحید کا اقرار اور شرک سے بیزاری کا اعلان کر دیتا ہے' ارکانِ اسلام کی پابندی کرنے لگتا ہے تو ایسے شخص کو مامون و مصئون ہو جانا چاہئے۔ اسے شرک کی سنگینی سے خبردار کرنا چہ معنی دارد! تو آیئے اس بات کے جواب کے لئے بھی قرآن پاک کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ دیکھئے سورۃ یوسف آیت ۱۰۶:

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ○

"ان میں سے اکثر اللہ کو نہیں مانتے مگر اس طرح کہ اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں۔"

اس آیت کی توضیح میں شاہ رفیع الدین محدثؒ دہلوی لکھتے ہیں:

"منہ سے سب کہتے ہیں کہ خالق مالک سب کا وہی ہے' پھر اوروں کو پکڑتے ہیں۔"

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اپنی مقبول عام تفسیر میں اسی آیت کی تفسیر اس طرح بیان کرتے ہیں:

"زبان سے سب کہتے ہیں کہ خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے مگر اس کے باوجود کوئی بتوں کو خدائی کا حصہ دار بنا رہا ہے...... کوئی اس کے لئے بیٹیاں تجویز کرتا ہے' کوئی اسے روح و مادہ کا محتاج بتاتا ہے۔ کسی نے احبار و رہبان کو خدائی کے اختیارات دے دیئے ہیں۔ بہت سے تعزیہ پرستی' قبر پرستی' پیر پرستی کے خس و خاشاک سے توحید کے صاف چشمہ کو مکدر کر رہے ہیں۔ ریا اور ہوا پرستی سے تو کتنے موحدین ہیں جو پاک ہوں گے۔"

پس واضح ہوا کہ توحید کا اقرار کر کے دین اسلام میں داخل ہو جانے کے بعد شرک سے بچنا

انتہائی ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول پاک ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو شرک سے اجتناب کرنے کی تاکید کرتے تھے' ورنہ ان سے بڑھ کر توحید کا اقرار کرنے والا کون ہو گا۔

عن معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ قال قلتُ: یا رسولَ اللہ اَخبِرنی بعملٍ یُدخِلُنِی الجنّۃَ و یُباعِدنی عَن النارِ۔ قال: لقد سالتَ عَن عظیمٍ وَ اِنّہٗ لَیَسیرٌ علیٰ مَن سَہّلَ اللّٰہُ تعالیٰ علیہ 'تَعبُدُ اللّٰہَ لا تُشرِکُ بِہٖ شیئًا...... (الخ رواہ الترمذی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا: "یا رسول اللہ! آپ مجھے ایسا عمل بتا دیجئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور جہنم سے دور رکھے"۔ آپ نے فرمایا: "تو نے بہت بڑا سوال کیا ہے۔ اور وہ یقیناً آسان ہے اس پر جس پر اللہ تعالیٰ آسان کرے (اور وہ یہ کہ) تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے.....الخ۔"

اگر ایمان باللہ کے بعد کسی مسلمان کے لئے شرک کا امکان ختم ہو جاتا تو حضور ﷺ اس حدیث میں جلیل القدر صحابی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو دخولِ جنت اور بُعد عن النار کے لئے شرک سے اجتناب کرنے کو کیوں کہتے۔ معلوم ہوا کہ ایک مسلم اور مومن کے لئے اقرارِ توحید باری تعالیٰ کے بعد شرک سے علیحدگی ضروری ہے' ورنہ اس کے نیک اعمال بھی نتیجہ خیز نہ ہوں گے اور نہ ہی اسے جہنم سے بچا سکیں گے۔ قرآن پاک کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شرک کی آمیزش والی توحید تو کفارِ مکہ کے پاس بھی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِیْھَآ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ○ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰہِ قُلْ اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ○ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ○ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰہِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ○ قُلْ مَنْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّ ھُوَ یُجِیْرُ وَ لَا یُجَارُ عَلَیْہِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ○ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰہِ قُلْ فَاَنّٰی تُسْحَرُوْنَ○

(سورۃ المومنون: ۸۴ تا ۸۹)

"(اے نبیؐ) کہہ دیجئے کس کی ہے زمین اور جو کوئی اس میں ہے؟ بتاؤ اگر تم جانتے ہو۔ اب کہیں گے سب کچھ اللہ کا ہے۔ تو کہئے پھر تم سوچتے نہیں! پوچھئے (ان سے) کون ہے مالک ساتوں آسمانوں کا اور مالک اس بڑے تخت کا؟ اب بتائیں گے اللہ کو۔ تو کہئے پھر تم ڈرتے نہیں! پوچھئے (ان سے) کس کے ہاتھ میں ہے حکومت ہر چیز کی اور وہ بچالیتا ہے اور اس سے کوئی بچا نہیں سکتا؟ بتاؤ اگر تم جانتے ہو۔ اب بتائیں گے اللہ کو! تو کہئے تو پھر کہاں سے تم پر جادو آپڑا ہے۔"

مگر خدا تعالیٰ کی ان تمام صفاتِ توحید کو ماننے کے باوجود وہ کافر تھے جنہیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کی دعوت دے رہے تھے۔ آج بھی مسلمانوں کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ وہ توحید کی امانت سینوں میں لئے ہوئے شرک میں مبتلا ہیں اور بے خبر ہیں کہ کتنا بڑا جرم کر رہے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی ذات و صفات اور صفات کے تقاضوں میں کسی دوسرے کو شریک سمجھنا شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات مطلق' بے پایاں اور ذاتی ہیں۔ جمادات' نباتات' حیوانات' انسان' جن' فرشتے سب اس کی مخلوق اور اس کے سامنے عاجز اور بے بس ہیں۔ وہ سب کا قادرِ مطلق ہے۔ مخلوق کا ہر ہر فرد پیدائش سے لے کر وفات تک اس کا محتاج ہے جب کہ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ یعنی وہ بے نیاز ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ان بے پایاں قدرتوں اور اختیار کو تسلیم کرنے کے بعد یہ کیسے ممکن ہے کہ مخلوق کے کسی فرد کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھا جائے' اس سے اولاد اور رزق کے لئے سوال کیا جائے' اسے داتا یا گنج بخش کہا جائے۔ شرک کی یہی بیماری کفار مکہ کو تھی۔ جب ان سے پوچھا جاتا کہ تم ان دوسروں کو معبود کیوں پکارتے ہو تو ان کا جواب قرآن پاک میں اس طرح نقل ہوا ہے: مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (سورۃ الزمر: ۳) "ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قرب کے درجہ تک پہنچادیں۔" آج کے مسلمان بھی "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" نماز کی ہر رکعت میں پڑھتے اور اقرار کرتے ہیں کہ "ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں" مگر ساتھ ہی نماز کے

باہریااللہ مدد کے نعرے کے ساتھ یاعلی مدد اور یارسول اللہ مدد بھی پکارتے ہیں۔ یہی خدا تعالٰی کو معبود حقیقی ماننے والے عبدالنبی' عبدالرسول اور عبدالمصطفٰے نام رکھ لیتے ہیں جبکہ حضور ﷺ نے عبد کی نسبت اللہ کی طرف کرتے ہوئے عبداللہ اور عبدالرحمٰن نام پسند کئے ہیں' کیونکہ قرآن شریف میں اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے:

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (سورۃ آل عمران:۷۹)

"کسی انسان کا کام نہیں کہ اللہ اس کو کتاب' حکمت اور نبوت عطا کرے' پھر وہ لوگوں سے کہے کہ تم میرے بندے ہو جاؤ اللہ کو چھوڑ کر۔"

پھر رسول پاک ﷺ جن کی سیرت ہی سراپا قرآن ہے وہ عبداللہ اور عبدالرحمٰن کی بجائے عبدالرسول اور عبدالنبی جیسے نام کیسے برداشت کرتے۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ کسی صحابی نے حضور ﷺ کے ساتھ والہانہ محبت کے باوجود ایسے ناموں کو اختیار نہیں کیا۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو' یعنی ان کے حق میں رحمت اور سلامتی کی دعا کرتے رہا کرو۔ نیز اپنے لئے اور اپنے فوت شدہ عزیزوں کے لئے استغفار کرتے رہا کرو' مگر یہاں زندہ اور اہلِ قبور دونوں سے استمداد کی جارہی ہے حالانکہ وہ استغفار کے مستحق ہیں۔ اور زندوں کا فرض ہے کہ وہ فوت شدہ مسلمانوں کی بخشش کی دعا کرتے رہیں۔

پہلے بیان ہو چکا کہ خدا تعالٰی کی تمام صفات مطلق ہیں اور کوئی صفت اس کی مخلوق میں نہ ہے نہ تسلیم کی جائے گی' مگر اس کے باوجود مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد حاضر و ناظر' عالم ماکان و مایکون اور عالم الغیب کی صفات انبیاء کی طرف منسوب کرتی ہے' حالانکہ یہ صفات بلا استثناء صفات باری تعالٰی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ انبیاء نے غیب کی خبریں دی ہیں' آخرت میں پیش آنے والی باتیں بتائی ہیں' مستقبل میں ہونے والے واقعات کی اطلاعات دی ہیں' مگر یہ ساری خبریں اس خبیر نے ان کو بتائیں جو عالم الغیب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زندگی بھر کسی پیغمبر نے عالم ماکان و مایکون اور حاضر و ناظر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ قرآن

باہر یا اللہ مدد کے نعرے کے ساتھ یا علی مدد اور یا رسول اللہ مدد بھی پکارتے ہیں۔ یہی خدا تعالیٰ کو معبود حقیقی ماننے والے عبد النبی' عبد الرسول اور عبد المصطفیٰ نام رکھ لیتے ہیں جبکہ حضور ﷺ نے عبد کی نسبت اللہ کی طرف کرتے ہوئے عبد اللہ اور عبد الرحمٰن نام پسند کئے ہیں' کیونکہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (سورۃ آل عمران:۷۹)

"کسی انسان کا کام نہیں کہ اللہ اس کو کتاب' حکمت اور نبوت عطا کرے' پھر وہ لوگوں سے کہے کہ تم میرے بندے ہو جاؤ اللہ کو چھوڑ کر۔"

پھر رسول پاک ﷺ جن کی سیرت ہی سراپا قرآن ہے وہ عبد اللہ اور عبد الرحمٰن کی بجائے عبد الرسول اور عبد النبی جیسے نام کیسے برداشت کرتے۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ کسی صحابی نے حضور ﷺ کے ساتھ والہانہ محبت کے باوجود ایسے ناموں کو اختیار نہیں کیا۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو' یعنی ان کے حق میں رحمت اور سلامتی کی دعا کرتے رہا کرو۔ نیز اپنے لئے اور اپنے فوت شدہ عزیزوں کے لئے استغفار کرتے رہا کرو' مگر یہاں زندہ اور اہلِ قبور دونوں سے استمداد کی جارہی ہے حالانکہ وہ استغفار کے مستحق ہیں۔ اور زندوں کا فرض ہے کہ وہ فوت شدہ مسلمانوں کی بخشش کی دعا کرتے رہیں۔

پہلے بیان ہو چکا کہ خدا تعالیٰ کی تمام صفات مطلق ہیں اور کوئی صفت اس کی مخلوق میں نہ ہے نہ تسلیم کی جائے گی' مگر اس کے باوجود مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد حاضر و ناظر' عالم ماکان و مایکون اور عالم الغیب کی صفات انبیاء کی طرف منسوب کرتی ہے' حالانکہ یہ صفات بلا استثناء صفات باری تعالیٰ ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ انبیاء نے غیب کی خبریں دی ہیں' آخرت میں پیش آنے والی باتیں بتائی ہیں' مستقبل میں ہونے والے واقعات کی اطلاعات دی ہیں' مگر یہ ساری خبریں اس خبیر نے ان کو بتائیں جو عالم الغیب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زندگی بھر کسی پیغمبر نے عالم ماکان و مایکون اور حاضر و ناظر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ قرآن

شریف میں آتا ہے:

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۗ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِىَ السُّوْٓءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف:۱۸۸)

"(اے محمدؐ، ان سے) کہو: میں اپنی ذات کے لئے کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا' اللہ ہی جو کچھ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے۔ اور اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں بہت سے فائدے اپنے لئے حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی نقصان نہ پہنچتا۔ میں تو محض ایک خبردار کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں ان لوگوں کے لئے جو میری بات مانیں۔"

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث کی ان ساری تصریحات کے باوجود مسلمان شرکیہ افعال کیوں اپناتے ہیں' جبکہ وہ توحید کی اہمیت اور شرک کی ہلاکت خیزی سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ جواب یہ ہے کہ ایسے لوگ اپنے سب سے بڑے دشمن کے حملوں سے بے خبر ہیں اور وہ دشمن شیطان ہے' جس کا مشن اولاد آدم کو جنت سے محروم کر کے دوزخ کا مستحق ٹھہرانا ہے۔ چونکہ شرک ناقابل بخشش گناہ ہے اس لئے اس کی ہمہ وقت یہ کوشش ہے کہ نیک عمل کرنے والے مسلمانوں کو شرک کا خوگر بنا دے۔ وہ بڑا دھوکے باز ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے: وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ (سورۃ لقمان: ۳۳) "اور نہ دھوکہ دے تم کو اللہ کے نام سے وہ دغاباز یعنی ابلیس"۔ وہ شرک کے نام سے شرک نہیں کرواتا' بلکہ وہ شرک کی تباہ کن گولی پر نصح و خیر خواہی کے دھوکے کا غلاف چڑھا کر پیش کرتا ہے۔ اور نادان انسان شرک میں ملوث ہو کر بھی اسی زعم میں رہتا ہے کہ وہ مومن اور مسلم ہے اور جنت اور بخشش کا مستحق ہے۔ حالانکہ اوپر دی گئی قرآنی تصریحات اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہو رہا ہے کہ شرک ناقابل بخشش ہے۔ شیطان تو اولاد آدم کا بدترین دشمن ہے' وہ تو مسلمانوں کو شرک کی تعلیم دے گا ہی 'مگر مسلمان بھی تو سوچیں کہ جو کام آج وہ کر رہے ہیں کیا وہ کام قرون اولیٰ میں ہوتے تھے؟ کیا ان کاموں میں شرک یا

(باقی صفحہ ۲۷پر)

بائیسواں سالانہ اجلاس عام
مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور
(منعقدہ ۲۳ مارچ ۱۹۹۴ء)

○ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کا بائیسواں سالانہ اجلاس عام آج مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۹۴ء بمطابق ۱۰ شوال ۱۴۱۴ھ صبح ۱۰ بجے قرآن آڈیٹوریم اتاترک بلاک 'نیو گارڈن ٹاؤن لاہور میں زیر صدارت صدر موسس جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب منعقد ہوا۔ اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ انجمن کی مجلس منتظمہ کے معتمد الطاف حسین (راقم السطور) نے ابتدائی کلمات اور دعا کے ساتھ حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے خوش آمدید کہا اور ساتھ ہی گزشتہ سال ۱۹۹۳ء کے سالانہ اجلاس کی کارروائی پڑھ کر سنائی۔ اراکین انجمن کی طرف سے صحت تحریر کی تصدیق کے بعد جناب صدر موسس نے روداد کی توثیق فرمادی۔

○ اس کے بعد ناظم اعلیٰ جناب سراج الحق سید مطبوعہ سالانہ رپورٹ برائے سال ۱۹۹۳ء کی نمایاں خصوصیات (High-Lights) پیش کرنے کے لئے تشریف لائے اور فرمایا کہ اگرچہ رپورٹ مطبوعہ ہے اور کافی روز پہلے اس اجلاس کی اطلاع کے ساتھ بذریعہ ڈاک آپ حضرات کو بھجوا دی گئی تھی' پھر بھی اس کی نمایاں خصوصیات (High-Lights) یہاں اس لئے بیان کی جارہی ہیں کہ ہم میں سے بہت سے اس کو پڑھنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کرتے' اور ایسے حضرات بھی ہیں جنہیں ڈاک سے روانہ کی ہوئی رپورٹ سرے سے ملی ہی نہیں۔ ناظم اعلیٰ نے سب سے پہلے ارکان مجلس منتظمہ اور خصوصیت سے محترم صدر موسس کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے انجمن کی انتظامیہ کی راہنمائی اور دستگیری فرمائی۔ اس کے بعد انہوں نے گزشتہ سال کے اراکین انجمن کے اعداد و شمار پیش کئے' ان کا ۹۲ء سے تقابلی جائزہ لیا اور کہا کہ انجمن کا سب سے قیمتی سرمایہ تو دراصل ارکان انجمن ہی ہیں۔ انہوں نے گزشتہ سال کے اہم پراجیکٹس' محاضرات قرآنی'